جناب شمیم احمد

مشرقی پاکستان میں اسلام کیسے پھیلا؟

برعظیم پاک و ہند کا یہ علاقہ جسے مشرقی پاکستان یا مشرقی بنگال کہا جاتا ہے، صرف ۵۴ ہزار مربع میل پر محیط ہے لیکن آبادی تقریباً ۵ ۱/۲ کروڑ ہے اور فی مربع میل آبادی کا تناسب ۷۷۷ نفوس ہے۔ اس میں سے کوئی اسی لاکھ غیر مسلم ہیں۔ باقی پوری آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ علاقائی اور بین الاقوامی لحاظ سے جاوا کے بعد یہ دوسرا خطہ ہے جہاں اتنی تعداد میں مسلمان بستے ہیں۔ اگر عالمی نقشہ پر نظر ڈالی جائے تو اس کے چاروں طرف وہ علاقے نظر آئیں گے جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ یہ دیکھ کر لوگوں کو حیرت ہوتی ہے کہ بیچ میں اتنی کثرت سے مسلمان کیسے آ گئے۔ جب کہ محمد بن قاسم، محمود غزنوی، شہاب الدین غوری شہنشاہ بابر اور احمد شاہ ابدالی کے حملے بھی اس طرف نہیں ہوئے۔ مشرقی پاکستان میں اسلام کیونکر اور کیسے پھیلا؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب دینا آسان نہیں۔ یہاں کی سیاسی، تمدنی اور مذہبی تاریخوں اور تحریکوں کا گہرا مطالعہ کے بغیر اس سلسلہ میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم سرسری طور سے یہاں اسلام پھیلنے کے چار اسباب نظر آتے ہیں اور حقیقت میں یہی اہم بھی ہیں:

۱۔ یہاں کے باشندوں کا روحانی مزاج۔

۲۔ عربوں سے تعلقات

۳۔ اختیار الدین محمد خلجی کی فتوحات۔ اور

۴۔ صوفیائے کرام کی تبلیغی جد و جہد۔

باشندوں کا روحانی مزاج:

مشرقی پاکستان کے باشندوں کا مزاج ہی روحانی ہے ہر زمانہ میں یہاں کے لوگوں نے اپنے وقت کے مذہب اور مذہبی تحریکوں کا ساتھ دیا ہے۔ جب پورے ہندوستان پر آریاؤں کا تسلط قائم ہو گیا تو یہاں ان کے مذہبی رسوم و روایات پھیلے۔ اس کے بعد جب بہار سے بدھ مت کی شمع روشن

ہوئی تو یہاں کے عوام نے گرم جوشی سے اس کا خیر مقدم کیا۔ چاٹگام کے پہاڑی علاقوں میں آج بھی بودھوں کی اکثریت ہے۔ صوبہ کے مختلف مقامات پر کھدائی کے بعد بودھی تہذیب و ثقافت کے آثار برآمد ہوئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مہاتما بدھ گوتم بدھ کی آواز یہاں کے گوشے گوشے میں گونجی تھی اور یہ مذہب اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ پھیلا تھا۔ برہمنیت کے شکنجے میں جکڑے ہوئے عوام نے بدھ مت کو اپنی نجات کا باعث سمجھ کر اسے قبول کیا تھا اور صدیوں تک یہاں کا نمائندہ مذہب بودھ مت ہی رہا لیکن زمانہ نے ایک بار پھر پلٹا کھایا اور برہمنیت کا اقتدار پھر قائم ہوگیا۔ حکمرانوں اور جاگیرداروں کے جبر و تشدد کے شکار عوام کو ایسے سہارے کی ضرورت محسوس ہونے لگی جو انھیں برہمنیت کی گرفت سے آزاد ہونے میں مدد دے اور ہدایت کا صحیح راستہ دکھلائے اور یہی وجہ ہے کہ جب ہزاروں میل دور سرزمین حجاز سے ابھرنے والے اسلام کو ان کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اسے خندہ پیشانی سے قبول کیا۔

عربوں سے تعلقات

ہندوستان کے ساتھ عربوں کے تجارتی تعلقات حضرت مسیح علیہ السلام کے قبل ہی سے بتلائے جاتے ہیں۔ سنسکرت کے مشہور عالم اور آریہ سماجی فرقہ کے بانی پنڈت دیانند سرسوتی مصنف ستیارتھ پرکاش کی تحقیق کے مطابق جب کوروؤں نے پانڈوؤں کو جلانے کے لیے لاکھ کا گھر بنایا تھا تو یدھشٹر جی مہاراج نے وہاں سے نکل بھاگنے کے سلسلہ میں اپنے بھائی ارجن سے عربی زبان میں گفتگو کی تھی تاکہ دریودھن کا کوئی آدمی سمجھ نہ سکے۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے "عرب و ہند کے تعلقات" میں لکھا ہے کہ پنڈت دیانند سرسوتی کے اس بیان کو صحیح نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مہابھارت کے عہد سے اس برعظیم میں عربی بولنے اور سمجھنے والے کچھ لوگ موجود تھے۔

عرب کے وہ باشندے جو یمن، عدن اور خلیج فارس کے ساحل پر آباد تھے جہازرانی میں بڑے مشاق تھے۔ ان کے جہاز افریقہ سے ایران، ہندوستان، برما، ملایا اور انڈونیشیا ہوتے ہوتے فلپائن اور چین تک پہنچتے اور پھر اسی طرح وہاں سے واپس ہوتے تھے۔ ان کی یہ آمد و رفت تجارتی سلسلہ میں ہوتی تھی۔ ہندوستان میں گجرات، کاٹھیاواڑ، مالابار اور چاٹ گام کے علاقے

ان کی خاص گذرگاہیں تھیں اور ظہورِ اسلام کے قبل ہی سے اس علاقے کے لوگ عربوں کے لیے جانے پہچانے ہوئے تھے۔ یہ مشہور واقعہ ہے کہ معجزۂ شق القمر کے وقت مالا بار کا ایک راجہ مکہ میں موجود تھا اور اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ عکاظ کے میلہ میں ہندوستان کے تاجر بھی اپنا مال لے کر جاتے تھے۔ محمد بن قاسم کا سندھ پر حملہ اسی سبب سے ہوا کہ لنکا سے عرب جانے والے مسلمانوں کے ایک جہاز کو موجودہ کراچی کے قریب سمندر کے ڈاکوؤں نے لوٹ لیا تھا۔ بمبئی کے علاقہ میں کوکن کی بندرگاہ پر خلفائے راشدین کے وقت میں حملہ ہو چکا تھا۔ مختصر یہ کہ ہندوستان کے ساحلی علاقوں سے عربوں کے پرانے تعلقات تھے اور اس برعظیم میں اشاعت اسلام کا ایک اہم سبب یہ تعلقات بھی ہیں۔ اس سلسلہ میں خواجہ حسن نظامی کا رسالہ " ہندوستان میں اسلام کیونکر پھیلا " بخوبی روشنی ڈالتا ہے۔

ڈاکٹر انعام الحق پروفیسر ڈھاکہ یونیورسٹی کی کتاب "پوربا پاکستانے اسلام" کے مطابق چاٹگام کے علاقے سے عربوں کے تعلقات غزنوی اور غوری کے حملے کے قبل ہی سے قائم تھے۔

عرب تاجروں کی اچھی خاصی تعداد اس علاقہ میں آباد تھی۔ یہ تاجر نہ صرف مال و دولت کماتے تھے بلکہ جہاں جاتے وہاں دین کی تبلیغ و اشاعت بھی کرتے تھے۔ مسجدیں بناتے، اپنے اخلاق و اطوار کا پرکشش نمونہ پیش کرتے اور لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کراتے تھے۔ اس طرح اسلام کے پھلنے پھولنے کی راہیں نکل آئیں۔ انھیں عرب تاجروں کی وجہ سے چاٹ گام کے علاقے میں اسلام پھیلا اور وہاں عرب مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی ریاست بھی قائم ہو گئی تھی۔ اراکان کے راجہ نے ۹۵۳ء میں چاٹ گام کے مسلمانوں پر حملہ کیا تھا۔ راجہ کو فتح حاصل ہوئی اور اس نے وہاں ستونِ فتح نصب کیا تھا۔

چند سال ہوئے کہ پہاڑ پور ضلع راج شاہی میں آثارِ قدیمہ کی کھدائی کے وقت ایک بودھ مٹھ کے نیچے سے ایک عربی سکہ برآمد ہوا ہے جو خلیفہ ہارون الرشید کے عہد کا ہے۔ اس پر ۱۷۲ھ کندہ ہے اور ہارون رشید ۱۷۰ھ میں مسندِ خلافت پر بیٹھا تھا۔ یہ سکہ پہاڑ پور کیسے پہنچا یہ ایک الگ بحث ہے۔ یہاں بھی مقصد محض یہ دکھانا ہے کہ عربوں سے بحری راستے کے ذریعہ مشرقی پاکستان کے تعلقات دوسری صدی ہجری میں بھی قائم تھے۔

اختیار خلجی کی فتوحات

چاٹ گام کے علاقے میں عرب تاجروں کی وجہ سے اسلام کی اشاعت اور ایک اسلامی ریاست کے قیام کو مشرقی پاکستان میں اشاعتِ دین کی ابتدائی کوشش کہنا چاہیئے۔ اور اس کا سب سے اہم سبب اختیار الدین محمد بن بختیار خلجی کی فتوحات ہیں۔ اس نے ۱۱۹۵ء میں صوبہ بہار کے دارالحکومت بہار شریف پر قبضہ کیا۔ اس کے دوسرے سال بنگال کے راجہ لکشمی سین کی راجدھانی ندیا پر صرف اٹھارہ سواروں کو لے کر حملہ کر دیا۔ راجہ چور دروازے سے فرار ہو گیا۔ اور اس کی حکومت پر اختیار خلجی کا قبضہ ہو گیا۔ اس نے آسام اور تبت کے علاقے پر بھی چڑھائی کی تھی۔ اگرچہ اس کی فتوحات کا دائرہ مغربی بنگال اور شمالی بنگال تک ہی رہا اور مشرقی بنگال میں راجہ لکشمی سین اور اس کے جانشین ایک عرصہ حکومت کرتے رہے لیکن اس کا نتیجہ اتنا ضرور نکلا کہ اس علاقہ کا مغربی بنگال اور بہار کے پڑوسی حکمرانوں سے رابطہ قائم ہو گیا اور صوفیائے کرام کو تبلیغ و اشاعت کا موقع ملا۔

صوفیائے کرام کے کارنامے

اختیار الدین خلجی سے لے کر شیر شاہ سوری اور اس کے جانشینوں تک دہلی کے بعد بہار شریف اسلامی علوم و فنون اور تہذیب و ثقافت کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ عہد تغلق میں جون پور (یو۔پی)۔ پنڈوا (مغربی بنگال) سنار گاؤں اور چاٹ گام (مشرقی بنگال) کے مراکز قائم ہوئے۔ سمرقند و بخارا اور ایران و عراق اور شام و حجاز سے صوفیائے کرام اور اہل طریقت علما دہلی پہنچتے تھے۔ وہاں سے وہ جون پور ہوتے ہوئے بہار شریف آتے اور پھر پنڈواہ سنار گاؤں اور چاٹ گام تک تشریف لے جاتے تھے۔ یہ بزرگانِ دین دنیاوی جاہ و حشمت سے بے نیاز ہو کے محض خدا تعالیٰ کی خوشنودی، رسولؐ کی فرماں برداری اور فلاح عامہ کے لیے تبلیغِ دین کرتے تھے۔ یہ لوگ خانقاہیں تعمیر کراتے، مسجدیں بناتے تالاب اور کنوئیں کھدواتے اور مظلوم و مجبور عوام کو ظالم و جابر حاکموں سے نجات دلاتے تھے۔

بنگال میں سب سے پہلے جو بزرگ تشریف لائے ان میں حضرت جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ بہت مشہور ہوئے۔ آپ سلسلہ سہروردیہ کے مبلغ تھے۔ مزار شریف پنڈوا میں ہے۔ اس کے بعد شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید اور خلیفہ حضرت عثمان اخی سراج آئے۔ آپ ہی کے مرید حضرت علاء الحق پنڈوی اور ان کے صاحبزادے حضرت نور قطب عالم پنڈوی (متوفی ۸۱۸ھ) ہیں۔ یہ بزرگان

سلسلہ چشتیہ سے تعلق رکھتے تھے اور بنگال میں چشتیہ سلسلہ کی اشاعت انھیں سے ہوئی۔ حضرت نور قطب عالم کے اثر سے راجہ گنیش کا لڑکا جیت مل مسلمان ہوگیا تھا اور وہ راجہ کے بعد جلال الدین کے لقب سے بادشاہ ہوا۔

حضرت بدیع الزمان زندہ شاہ مدار اور مخدوم سید جلال الدین بخاری رح جہانیاں گشت نے بھی اس دیار پاک کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے شرف بخشا۔ یہ بزرگ ہندوستان اور پاکستان کے مختلف علاقوں کی سیر کرتے ہوئے یہاں آئے۔ اور اسی خطہ کو اپنے مشن کے لیے منتخب کیا۔ ان میں حضرت بایزید بسطامیؒ، حضرت شرف الدین ابو توامہ، شاہ جلال سلہٹی، پیر بدر عالم زاہدی اور خواجہ جہاں علی کو امتیازی مرتبہ حاصل ہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ نے چاٹ گام کے علاقہ میں تبلیغ کی۔ اس کے بعد بہار شریف چلے گئے۔ وہیں انتقال فرمایا۔ آپ کا مقبرہ سوہ ریلوے اسٹیشن (بہار) سے نصف میل شمال مشرق میں ہے۔ چاٹگام میں شہر سے چند میل دور آپ کا چلہ ہے۔ یہ عراق کے خواجہ بایزید بسطامی سے الگ شخصیت ہیں۔ چاٹ گام والے بایزید بسطامیؒ کا زمانہ ساتویں صدی ہجری ہے۔

حضرت شرف الدین ابو توامہ ایک بلند پایہ عالم اور صوفی تھے۔ سنار گاؤں میں آپ کا مدرسہ اس زمانہ میں بہت مشہور تھا۔ حضرت مخدوم الملک شرف الدین بہاری نے آپ ہی کی نگرانی میں اس مدرسہ میں تعلیم و تربیت پائی تھی اور آپ ہی کی صاحبزادی سے مخدوم الملک کی شادی ہوئی تھی۔ مخدوم الملک کی شادی ہوئی تھی۔ مخدوم الملک کی اہلیہ یعنی دختر حضرت ابو توامہ کا مزار سنار گاؤں میں ہی ہے۔

مخدوم الملک ۶۶۱ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ ابھی بچے ہی تھے کہ حضرت ابو توامہ اپنے ساتھ سنار گاؤں لے آئے۔ حضرت شرف الدین ابو توامہ کا عہد بھی ساتویں صدی ہجری تھا۔ آپ کے مدرسہ کے متعلق مولانا سید مناظر احسن گیلانی نے "مسلمانوں کے عہد میں ہندوستان کا نظام تعلیم" میں ذکر کیا ہے۔ جس سے اس کی عظمت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

مشرقی پاکستان کا علاقہ سلہٹ، جو تقسیم سے قبل آسام میں تھا حضرت شاہ جلال یمنی کے مجاہدانہ کارناموں اور تبلیغی جدوجہد کی وجہ سے حلقہ بگوش اسلام ہوا۔ آپ کا زمانہ آٹھویں صدی کا نصف اول تھا۔

مشرقی پاکستان میں اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں بہت ہی نمایاں اور اہم خدمات حضرت پیر بدر عالم زاہدی کی ہیں۔ آپ گوناگوں اوصاف کے حامل تھے اور ایک باعظمت و پرکشش شخصیت کے مالک تھے۔ آباؤ اجداد روم کے علاقہ میں ایک ریاست کے حکمران تھے۔ جدِّ اعلیٰ حضرت خواجہ شہاب الدین زاہدی امام کعبہ، ساتویں صدی ہجری میں حجاز سے میرٹھ تشریف لائے تھے۔ پیر بدر عالم کے دادا حضرت خواجہ شہاب الدین میرٹھ سے دہلی تشریف لے گئے تھے۔ لیکن وہاں آپ کی محمد تغلق سے نہیں بنی اور اس نے آپ پر بہت ظلم کیا اور آخر میں قلعہ کی فصیل سے نیچے پھینکوا دیا جس سے شہادت نصیب ہوئی۔ ان کا مزار تغلق آباد (دہلی) میں ہے۔ اس سلسلہ میں تفصیلی حالات مولانا عبدالحق محدث دہلوی کی تصنیف "اخبار الاخیار" اور مولانا سعید احمد اکبر آبادی کی تصنیف "مسلمانوں کا عروج و زوال" نیز ابن بطوطہ کے سفر نامہ میں ملتے ہیں۔ پیر بدر عالم سلطان غیاث الدین تغلق کے نواسہ، اور فیروز تغلق کے داماد تھے۔ فخر الدین مبارک شاہ حاکم بنگالہ کے وقت میں ۷۴۰ھ کے قریب چاٹگام پہنچے۔ آخر عمر میں بہار شریف تشریف لے گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔ چاٹگام میں آپ کا چلہ بخشی بازار کے نزدیک بدر پٹی روڈ پر ہے۔ اور بہار شریف میں بمقام روضہ بدر عالم عرف چھوٹی درگاہ آپ کا آستانہ ہے۔ ۸۴۴ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کے معتقدین بہار، مغربی بنگال، مشرقی بنگال، اراکان نیز برما اور ملایا تک پھیلے ہوئے ہیں۔ چاٹگام اور اراکان کے علاقے میں متعدد مقامات آپ کے نام سے منسوب ہیں۔ آپ زاہدیہ سلسلہ کے مبلغ تھے۔

مشرقی پاکستان کے اضلاع جیسور اور کھلنا میں خواجہ جہاں علی اپنی دینی سرگرمیوں اور رفاہِ عامہ کے کاموں کی وجہ سے آج بھی زندہ سمجھے جاتے ہیں۔ خواجہ جہاں علی کوئی فوجی افسر تھے۔ جنھوں نے آخر میں خود کو تبلیغی کاموں کے لیئے وقف کردیا تھا۔ ان کے پاس ہزارہا آدمی تھے۔ انھوں نے متعدد مقامات پر مسجدیں بنوائیں۔ تالاب اور کنوئیں کھدوائے اور سڑکیں بنوائیں۔ ان کا سب سے روشن کارنامہ باگرہاٹ کھلنا کی ساٹھ گنبد والی مسجد ہے۔ جس کا سال تعمیر ۱۴۴۹ء ہے۔ باگرہاٹ میں ان کا مقبرہ جنوبی بنگال کی خاص زیارت گاہ ہے۔ خواجہ جہان کون تھے۔ اس سلسلہ میں اب تک اہل علم و تحقیق کے خیالات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ بہرحال کوئی بھی ہوں وہ پندرھویں صدی عیسوی کے ایک زبردست مبلغ اور اولوالعزم شخصیت تھے۔

یہ بزرگانِ دین نہایت خلوص اور عزم و یقین کے ساتھ محض رضائے الٰہی کی خاطر دُور دراز علاقوں میں پہنچے اور اسلام کی شمعیں روشن کرتے تھے اور انھیں صوفیوں کی بے لوث دینی خدمات کا اثر ہے کہ مشرقی بنگال کے مسلمانوں میں اخوتِ اسلامی کا جذبہ ہر زمانہ میں رہا اور اسلام کے نام پر اٹھنے والی تحریکوں کا انھوں نے ہمیشہ ساتھ دیا اور یہاں کے دیہاتوں اور قصبوں میں آج بھی اسلامی روایات باقی ہیں۔

اسلام اور چند معاشی مسائل

سیّد یعقوب شاہ

اس کتاب کے مصنف مالیات کے بھی ماہر ہیں اور دینی علوم سے بھی شغف رکھتے ہیں۔ اپنی اس تصنیف میں انھوں نے ربوٰ، زکوٰۃ اور بیمہ جیسے زندہ اور اہم معاشی مسائل پر اظہار خیال کیا ہے اور کتاب و سنت، تاریخ، عمرانیات اور اقتصادیات کا غائر مطالعہ کرنے کے بعد اپنے نتائج فکر شستہ اور سلیس انداز میں قلم بند کیے ہیں۔

قیمت عام ایڈیشن ۵ روپے عمدہ ایڈیشن ۶۰ء۵۰ روپے

ملنے کا پتہ

سکریٹری ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور